سلسلہ اصلاحی خطبات

(۲)

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

خطاب : شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم

ضبط و ترتیب : مولانا عبداللہ میمن

تاریخ و وقت : ۲۴ــ جنوری ۱۹۹۲ء بروز جمعہ، بعد نماز عصر

مقام : جامع مسجد بیت المکرم، گلشن اقبال، کراچی

اشاعت اول : جنوری ۱۹۹۳ء

تعداد : ایک ہزار

ناشر : میمن اسلامک پبلشرز ــ ۱۸۸/۱، لیاقت آباد، کراچی ــ ۱۹

باہتمام : ولی اللہ میمن

قیمت : دس روپے

ملنے کے پتے

ـــ میمن اسلامک پبلشرز ــ ۱۸۸/۱، لیاقت آباد، کراچی ــ ۱۹

ـــ ادارہ اسلامیات ــ ۱۹۰ ــ انارکلی، لاہور

ـــ دار الاشاعت ــ اردو بازار، کراچی

ـــ ادارۃ المعارف ــ دار العلوم، کراچی ــ ۱۴

ـــ مکتبہ دار العلوم کراچی ــ ۱۴

ـــ بیت القرآن ــ اردو بازار، کراچی

فہرست مضامین

واقعہ معراج کے بعد ۱۸ سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما رہے۔ لیکن ان ۱۸ سال کے دوران یہ کہیں ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے بارے میں کوئی خاص حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا اہتمام فرمایا ہو، یا اس کے بارے میں فرمایا ہو کہ اس رات میں شب قدر کی طرح جاگنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے، اور نہ ہی آپ کے زمانے میں اس رات میں جاگنے کا اہتمام ثابت ہے۔

ماہِ رجب

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی - اما بعد -

ماہ رجب کے بارے میں لوگوں کے درمیان طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں۔ ان کی حقیقت سمجھ لینے کی ضرورت ہے۔

رجب کا چاند دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

اس پورے مہینے کے بارے میں جو بات صحیح سند کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، وہ یہ ہے کہ جب آپ رجب کا چاند دیکھتے تھے تو چاند دیکھ کر آپ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ:

اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان

اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا

فرمایئے، اور ہمیں رمضان تک پہنچا دیجئے۔ یعنی ہماری عمر اتنی کر دیجئے کہ ہم اپنی زندگی میں رمضان کو پالیں، گویا کہ پہلے سے رمضان المبارک کی آمد کا اشتیاق ہوتا تھا۔ یہ دعا آپ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، اس لئے یہ دعا کرنا سنت ہے، اور اگر کسی نے شروع رجب میں یہ دعا نہ کی ہو تو وہ اب یہ دعا کرلے۔ اس کے علاوہ اور چیزیں جو عام لوگوں میں مشہور ہو گئی ہیں، ان کی شریعت میں کوئی اصل اور بنیاد نہیں۔

شب معراج کی فضیلت ثابت نہیں

مثلاً ۲۷۔ رجب کی شب کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ یہ شب معراج ہے، اور اس شب کو بھی اسی طرح گزارنا چاہیے جس طرح شب قدر گزاری جاتی ہے، اور جو فضیلت شب قدر کی ہے، کم و بیش شب معراج کی بھی وہی فضیلت سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ میں نے تو ایک جگہ یہ لکھا ہوا دیکھا کہ "شب معراج کی فضیلت شب قدر سے بھی زیادہ ہے"، اور پھر اس رات میں لوگوں نے نمازوں کے بھی خاص خاص طریقے مشہور کر دیئے کہ اس رات میں اتنی رکعتیں پڑھی جائیں، اور ہر رکعت میں فلاں فلاں خاص سورتیں پڑھی جائیں۔ خدا جانے کیا کیا تفصیلات اس نماز کے بارے میں لوگوں میں مشہور ہو گئیں۔ خوب سمجھ لیجئے، یہ سب بے اصل باتیں ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل اور کوئی بنیاد نہیں۔

شب معراج کی تعیین میں اختلاف

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ۲۷۔ رجب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وہی رات ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے۔ کیونکہ اس باب میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول میں تشریف لے گئے تھے۔ بعض روایتوں میں رجب کا ذکر ہے، اور بعض روایتوں میں کوئی اور مہینہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کونسی رات صحیح معنیٰ میں معراج کی رات تھی۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے۔

واقعہ معراج کی تاریخ کیوں محفوظ نہیں؟

اس سے آپ خود اندازہ کرلیں کہ اگر شب معراج بھی شب قدر کی طرح کوئی مخصوص رات ہوتی، اور اس کے بارے میں کوئی خاص احکام ہوتے جس طرح شب قدر کے بارے میں ہیں تو اس کی تاریخ اور مہینہ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا۔ لیکن چونکہ اس تاریخ کو محفوظ رکھنے کا اہتمام نہیں کیا گیا تو اب یقینی طور سے ۲۷۔ رجب کو شب معراج قرار دینا درست نہیں۔

وہ رات عظیم الشان تھی

اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۷

رجب ہی کو معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ جس میں یہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا، اور جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام قرب عطا فرمایا، اور اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف بخشا، اور امت کے لئے نمازوں کا تحفہ بھیجا، بے شک وہ رات بڑی عظیم الشان تھی۔ کسی مسلمان کو اس کی عظمت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟

آپ کی زندگی میں ۱۸ مرتبہ شب معراج کی تاریخ آئی۔ لیکن

یہ واقعہ معراج سن ۵ نبوی میں پیش آیا۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی بننے کے پانچویں سال یہ شب معراج پیش آئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۸ سال تک آپ دنیا میں تشریف فرما رہے، لیکن ان اٹھارہ سال کے دوران یہ کہیں ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے بارے میں کوئی خاص حکم دیا ہو، یا اس کو منانے کا اہتمام فرمایا ہو، یا اس کے بارے میں یہ فرمایا ہو کہ اس رات میں شب قدر کی طرح جاگنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے، نہ تو آپ کا ایسا کوئی ارشاد ثابت ہے، اور نہ آپ کے زمانے میں اس رات میں جاگنے کا اہتمام ثابت ہے، نہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاگے، اور نہ صحابہ کرام کو اس کی تاکید کی، اور نہ صحابہ کرام نے اپنے طور پر اس کا اہتمام فرمایا۔

اس کے برابر کوئی احمق نہیں

پھر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد سو سال تک صحابہ کرام دنیا میں موجود رہے، اس پوری صدی میں کوئی ایک واقعہ ایسا ثابت نہیں ہے، جس میں صحابہ کرام نے ۲۷۔ رجب کو خاص اہتمام کر کے منایا ہو، جو چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی، اور جو آپؐ کے صحابہ کرام نے نہیں کی، اس کو دین کا حصہ قرار دینا، یا اس کو سنت قرار دینا، یا اس کے ساتھ سنت جیسا معاملہ کرنا بدعت ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں (معاذاللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جانتا ہوں کہ کونسی رات زیادہ فضیلت والی ہے، یا کوئی شخص یہ کہے کہ صحابہ کرام سے زیادہ مجھے عبادت کا ذوق ہے، اگر صحابہ کرام نے یہ عمل نہیں کیا تو میں اس کو کروں گا، اس کے برابر کوئی احمق نہیں۔

بنیے سے سیانا سو باؤلا

ہمارے والد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اردو میں ایک مثل اور کہاوت ہے جو ہندوستان کے اندر مشہور تھی اب تو لوگ اس کے معنی بھی نہیں سمجھتے، وہ یہ کہ:

"بنیے سے سیانا سو باؤلا"

یعنی جو شخص یہ کہے کہ میں تجارت میں بنیے سے زیادہ ہوشیار ہوں،

میں اس سے زیادہ تجارت کے گر جانتا ہوں تو حقیقت میں وہ شخص باؤلا یعنی پاگل ہے، اس لئے کہ بنئے سے زیادہ تجارت کے گر جاننے والا، اور کوئی نہیں ہے، یہ تو عام ضرب المثل کی بات تھی۔

صحابہ کرام سے زیادہ دین کو جاننے والا کون؟

لیکن جہاں تک دین کا تعلق ہے، حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین دین کو سب سے زیادہ جاننے والے، دین کو خوب سمجھنے والے، دین پر مکمل طور پر عمل کرنے والے تھے، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان سے زیادہ دین کو جانتا ہوں، یا ان سے زیادہ دین کا ذوق رکھتا ہوں، یا ان سے زیادہ عبادت گزار ہوں تو حقیقت میں وہ شخص پاگل ہے، وہ دین کی فہم نہیں رکھتا۔

اس رات میں عبادت کا اہتمام بدعت ہے

لہٰذا اس رات میں عبادت کے لئے خاص اہتمام کرنا بدعت ہے، یوں تو ہر رات میں اللہ تعالیٰ جس عبادت کی توفیق دے وہ بہتر ہی بہتر ہے، آج کی رات بھی جاگ لیں کل کی رات جاگ لیں، اسی طرح پھر ستائیسویں رات کو جاگ لیں، دونوں میں کوئی فرق اور کوئی نمایاں امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔

۲۷۔رجب کا روزہ ثابت نہیں۔

اسی طرح ستائیس (۲۷) رجب کا روزہ ہے، بعض لوگ ستائیس رجب کے روزے کو فضیلت والا روزہ سمجھتے ہیں، جیسے کہ عاشورہ اور عرفہ کا روزہ فضیلت والا ہے، اسی طرح ستائیس رجب کے روزے کو بھی فضیلت والا روزہ خیال کیا جاتا ہے، بات یہ ہے کہ ایک یا دو ضعیف روایتیں تو اس کے بارے میں ہیں، لیکن صحیح سند سے کوئی روایت ثابت نہیں۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے بدعت کا سد باب کیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بعض لوگ ۲۷۔ رجب کو روزہ رکھنے لگے، جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ ۲۷۔ رجب کا خاص اہتمام کر کے لوگ روزہ رکھ رہے ہیں، تو چونکہ ان کے یہاں دین سے ذرا اودھر یا ادھر ہونا ممکن نہیں تھا، چنانچہ وہ فوراً گھر سے نکل پڑے، اور ایک ایک شخص کو جاکر زبردستی فرماتے کہ تم میرے سامنے کھانا کھاؤ، اور اس بات کا ثبوت دو کہ تمہارا روزہ نہیں ہے، باقاعدہ اہتمام کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا، تاکہ لوگوں کو یہ خیال نہ ہو کہ آج کا روزہ زیادہ فضیلت کا ہے۔ بلکہ جیسے اور دنوں میں نفلی روزے رکھے جاسکتے ہیں، اسی طرح اس دن کا نفلی روزہ رکھا جاسکتا ہے۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ آپ نے یہ اہتمام اس لئے فرمایا تاکہ بدعت کا سد باب ہو، اور دین کے اندر اپنی

طرف سے زیادتی نہ ہو۔

رات میں جاگ کر کونسی برائی کرلی؟

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ بعض لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے اس رات میں جاگ کر عبادت کرلی اور دن میں روزہ رکھ لیا تو کونسا گناہ کرلیا؟ کیا ہم نے چوری کرلی؟ یا شراب پی لی؟ یا ڈاکہ ڈالا؟ ہم نے رات میں عبادت ہی تو کی ہے، اور اگر دن میں روزہ رکھ لیا تو کیا خرابی کا کام کیا؟

دین "اتباع" کا نام ہے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ بتلا دیا کہ خرابی یہ ہوئی کہ اس دن کے اندر روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا، اور خود ساختہ اہتمام التزام ہی اصل خرابی ہے۔ میں یہ کئی بار عرض کرچکا ہوں کہ سارے دین کا خلاصہ "اتباع" ہے کہ ہمارا حکم مانو، نہ روزہ رکھنے میں کچھ رکھا ہے، نہ افطار کرنے میں کچھ رکھا، نہ نماز پڑھنے میں کچھ رکھا، جب ہم کہیں کہ نماز پڑھو تو نماز پڑھنا عبادت ہے، اور جب ہم کہیں کہ نماز نہ پڑھو تو نماز نہ پڑھنا عبادت ہے، جب ہم کہیں کہ روزہ رکھو تو روزہ رکھنا عبادت ہے اور جب ہم کہیں کہ روزہ نہ رکھو تو روزہ نہ رکھنا عبادت ہے، اگر اس وقت روزہ رکھو گے تو یہ دین کے خلاف ہوگا۔ دین کا سارا کھیل اتباع میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ یہ حقیقت

دل میں اتار دے تو ساری بدعتوں کی خود ساختہ التزامات کی جڑ کٹ جائے۔

وہ دین میں زیادتی کر رہا ہے

اب اگر کوئی شخص اس روزے کا زیادہ اہتمام کرے تو وہ شخص دین میں اپنی طرف سے زیادتی کر رہا ہے، اور دین کو اپنی طرف سے گھڑ رہا ہے۔ لہٰذا اس نقطہ نظر سے روزہ رکھنا جائز نہیں۔ ہاں! البتہ اگر کوئی شخص عام دنوں کی طرح اس میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہے تو رکھ لے، اس کی ممانعت نہیں، لیکن اس کی زیادہ فضیلت سمجھ کر، اس کو سنت سمجھ کر، اس کو زیادہ مستحب اور زیادہ اجر و ثواب کا موجب سمجھ کر اس دن روزہ رکھنا، یا اس رات میں جاگنا درست نہیں، بلکہ بدعت ہے۔

کونڈوں کی حقیقت

شب معراج کی تو پھر بھی کچھ اصل ہے کہ اس رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اعلیٰ مقام پر تشریف لے گئے، لیکن اس سے بھی زیادہ آج کل معاشرے میں فرض و واجب کے درجے میں جو چیز پھیل گئی ہے، وہ کونڈے ہیں، اگر آج کسی نے کونڈے نہیں کئے تو وہ مسلمان ہی نہیں، نماز پڑھے یا نہ پڑھے، روزے رکھے یا نہ رکھے، گناہوں سے بچے، یا نہ بچے، لیکن کونڈے ضرور کرے، اور اگر کوئی شخص نہ کرے یا کرنے والوں کو منع کرے تو اس پر لعنت اور ملامت کی جاتی ہے، خدا جانے یہ کونڈے کہاں سے

نکل آئے، اور قرآن وحدیث میں، صحابہ کرام سے، تابعین سے یا تبع تابعین اور بزرگان دین سے، کہیں سے اس کی کوئی اصل ثابت نہیں، اور اس کو اتنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ گھر میں دین کا کوئی دوسرا کام ہو یا نہ ہو، لیکن کونڈے ضرور ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ذرا مزہ اور لذت آتی ہے، اور ہماری قوم لذت اور مزہ کی خوگر ہے، کوئی میلہ ٹھیلہ ہونا چاہئے، اور کوئی حظ نفس کا سامان ہونا چاہئے۔ اور ہوتا یہ ہے کہ جناب! پوریاں پک رہی ہیں حلوہ پک رہا ہے، اور ادھر سے ادھر جارہی ہیں، اور ادھر سے ادھر آرہی ہیں، اور ایک میلہ ہو رہا ہے، تو چونکہ یہ بڑا مزے کا کام ہے، اس واسطے شیطان نے اس میں مشغول کر دیا کہ نماز پڑھو یا نہ پڑھو، وہ کوئی ضروری نہیں، مگر یہ کام ضرور ہونا چاہئے۔

یہ امت خرافات میں کھو گئی

بھائی! ان چیزوں نے ہماری امت کو خرافات میں مبتلا کر دیا ہے

حقیقت روایات میں کھو گئی
یہ امت خرافات میں کھو گئی

کہ اس قسم کی چیزوں کو لازمی سمجھ لیا گیا اور حقیقی چیزیں پس پشت ڈال دی گئیں، اس کے بارے میں رفتہ رفتہ اپنے بھائیوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ بہت سے لوگ صرف ناواقفیت کی وجہ سے کرتے ہیں، ان کے دلوں میں کوئی عناد نہیں ہوتا، لیکن دین سے واقف نہیں، ان

بیچاروں کو اس کے بارے میں پتہ نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی ہوتی ہے، اور گوشت ادھر سے ادھر جاتا ہے یہ بھی قربانی کی طرح کوئی ضروری چیز ہوگی، اور قرآن وحدیث میں اس کا بھی کوئی ثبوت ہوگا، اس لئے ایسے لوگوں کو محبت، پیار اور شفقت سے سمجھایا جائے، اور ایسی تقریبات میں خود شریک ہونے سے پرہیز کیا جائے۔

خلاصہ

بہرحال! خلاصہ یہ ہے کہ رجب کا مہینہ رمضان کا مقدمہ ہے، اس لئے رمضان کے لئے پہلے سے اپنے آپ کو تیار کرنے کی ضرورت ہے، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تین مہینے پہلے سے دعا بھی فرما رہے ہیں، اور لوگوں کو توجہ دلا رہے ہیں کہ اب اس مبارک مہینے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلو، اور اپنا نظام الاوقات ایسا بنانے کی فکر کرو کہ جب یہ مبارک مہینہ آئے تو اس کا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں صرف ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کی فہم عطا فرمائے، اور صحیح طور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین